FLOW CHART — ترتیبی نقشۂ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

18- سُورَةُ الكَهْفِ

آیات : 110 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 6
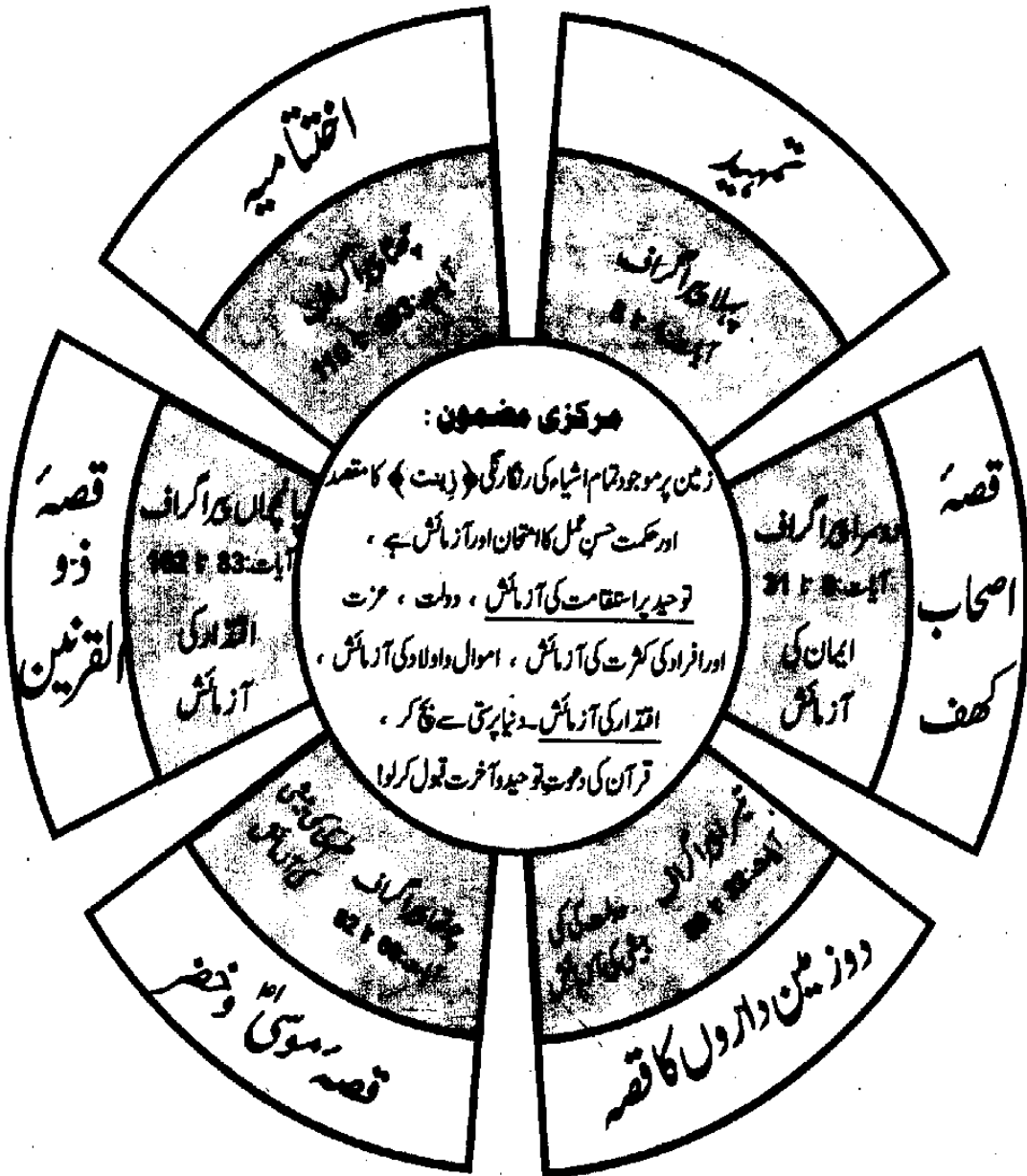
زمانہ نزول:

سورت ﴿الکہف﴾، سورت ﴿الزمر﴾ کے نزول سے پہلے اور ہجرتِ حبشہ (رجب 5 نبوی) سے پہلے ، 5 نبوی کے اوائل میں نازل ہوئی، جب مسلمان ظلم وستم کا شکار تھے۔ حبش کے عیسائیوں میں اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے مسلمانوں کی تربیت کی گئی اور نوجوان صحابہؓ کو اصحابِ کہف کی طرح، توحید کی آزمائش میں کامیابی حاصل کرنے اور قریش کے ظالم سرداروں اور مشرک والدین کے دباؤ میں نہ آنے کی تعلیم دی گئی۔

فضائل سُورۃ الکھف

اس سورت کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

1- ﴿مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ﴾

(صحیح مسلم عن ابی الدرداء، 1,919)

''جو شخص سورۃ ﴿الکھف﴾ کی ابتدائی دس آیات محفوظ رکھے گا، وہ دجال سے محفوظ رہے گا''

2- ﴿مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ﴾

(ترمذی: عن ابی الدرداء، 2,868، صحیح)

''جو شخص سورۃ ﴿الکھف﴾ کی پہلی تین آیات پڑھے گا، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہو جائے گا''

3- ﴿فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ﴾

(ابو داود: 4,323، صحیح)

''تم میں سے جو شخص دجّال کو پائے، اسے چاہیے کہ وہ سورۃ ﴿الکھف﴾ کی ابتدائی آیات پڑھے، اس لیے کہ یہ دجّال کے فتنے سے پناہ دینے والی سورت ہے۔''

(غالباً دجّال کا دجل وفریب، انسان کو زینتِ دنیا میں مبتلا کر کے، آخرت اور قیامت کے خوف سے بے نیاز کر دے گا)

4- ''ایک شخص نے سورۃ ﴿الکھف﴾ کی تلاوت کی، جب کہ اس کے گھر میں ایک گھوڑا بندھا تھا۔ گھوڑا بدکنے لگا اس نے سر اٹھا کر دیکھا کہ آسمان پر ایک دھند، یا ایک بادل چھایا ہوا ہے۔ اُس شخص نے اس واقعے کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْآنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ﴾

''یہ سَکِینَت (اطمینان کی روشنی) تھی، جو قرآن کے پڑھنے سے، یا قرآن پڑھتے وقت نازل ہوئی''۔

(صحیح مسلم: عن براء بن عازب، کتاب صلاۃ، المسافرین، باب 36، 1,893)

5- ﴿مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ﴾

(سنن البیھقی: کتاب الجمعۃ، عن ابی سعید الخدریؓ، حدیث 5,792)

''جو شخص جمعہ کے دن سورۃ ﴿الکھف﴾ پڑھے، اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان تک روشنی باقی رہتی ہے''

(یعنی سورۃ ﴿الکھف﴾ کی تعلیمات کا نور، ایک ہفتے تک اُس کے دل و دماغ پر رہے گا اور وہ دنیا اور دنیا کی

زینت کے فتنوں سے محفوظ رہے گا)۔

6- ﴿ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَانَتْ لَهُ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلَىٰ مَكَّةَ ، وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا ، ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ ﴾

(معجم الاوسط للطبرانی: جز دوم، حدیث 1,455)

"جو شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کرتا ہے، روزِ قیامت اس کے لیے اس کی رہائش سے مکہ تک ایک نور ہوگا اور جو آدمی آخری دس آیات پڑھتا ہے، وہ دجال کے خروج پر اُس کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

سُورَةُ الكَهف کا کتابی ربط

پچھلی سورت ﴿ بنی اسرائیل ﴾ میں، اسلامی معاشرے اور عادلانہ اسلامی ریاست کی اساسات کا ذکر تھا۔ یہاں سورت ﴿ الکہف ﴾ میں اس راستے کی کٹھن منزلوں اور ایک عادل بادشاہ ذوالقرنین کا تذکرہ ہے۔ عادلانہ معاشرہ اور عادلانہ ریاست اُسی وقت قائم ہوسکتی ہے، جب فداکاروں کی ایسی جماعت وجود میں آجائے، جو توحید اور ﴿ لقاء ﴾ یعنی ملاقاتِ رب پر بھی کامل یقین رکھتی ہو اور جو زندگی کے ہر امتحان میں اپنے حسنِ عمل سے کامیاب ہوسکتی ہو۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

سورت ﴿ الکہف ﴾ میں بعض اہم الفاظ ہیں، جو بار بار دہرائے گئے ہیں۔ ان کلیدی الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لینے سے سورت کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ جیسے: ﴿ لِنَبْلُوَهُمْ ﴾، ﴿ زِينَت ﴾، ﴿ لِقَاء ﴾، ﴿ الحَيَاةُ الدُّنيا ﴾، ﴿ وَلِي ، أَوْلِيَاء ، وَلَايَت ﴾

1- اس سورت میں ﴿ زینت ﴾ کا لفظ، تین (3) مرتبہ، آیات: 7، 28 اور 46 میں استعمال ہوا ہے۔

(a) زمین کی ساری ﴿ زِینت ﴾ کا مقصد، انسانوں کے حُسنِ عمل کی آزمائش ہے۔ (آیت: 7)۔ یہی اس سورت کا مرکزی مضمون ہے۔

﴿ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴾

(b) رسول اللہ ﷺ کو تین (3) ہدایات دی گئیں۔ (1) صحابہؓ سے چمٹے رہنے (2) دنیا کی ﴿ زینت ﴾ سے بچنے اور (3) اور کافر قیادت سے نہ دبنے کی ہدایت۔ (آیت: 28)

﴿ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴾

(c) مال اور اولاد بھی، دنیاوی زندگی کی ﴿ زینت ﴾ ہیں۔ (آیت: 46)

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا﴾

2- اس سورت میں اللہ کی ﴿ وَلَايَت ﴾ کو ثابت کیا گیا ہے اور ﴿غَيْرُ اللّٰه ﴾ کے ﴿ اَوْلِيَاء ﴾ ہونے کے بارے میں کافروں کے عقیدے کا اِبطال کیا گیا ہے۔﴿ وَلِی ، اَوْلِيَاء ، وَلَايَت﴾ کے الفاظ کئی بار استعمال ہوئے ہیں۔(آیات:17،26،44،50اور102)

(a) جس کو اللہ گمراہ کردے، اُس کے لیے کوئی ﴿وَلِی﴾ اور ﴿مُرشِد﴾ نہیں ہوسکتا۔(آیت:17)

(b) لوگوں کے لیے اللہ کے علاوہ کوئی ﴿وَلِی﴾ نہیں۔وہ اپنے اَحکامات میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔(آیت:26)

(c) مغرور زمین دار کے باغ کی تباہی کے بعد ثابت ہوا کہ ﴿وَلَايَت﴾ اللہ ہی کا حق ہے۔(آیت:44)

(d) کیا تم لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کی ذُرِّیّت کو ﴿ اَوْلِيَاء ﴾ بنالیا ہے، حالانکہ وہ تمہارا دشمن ہے۔تم نے کتنا بدترین متبادل اختیار کرلیا ہے؟(آیت:50)

(e) اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے بندوں کو ﴿اَوْلِيَاء ﴾ بنانے والے کافروں کے لیے جہنم تیار ہے۔(آیت:102)

3- اس سورت میں خصوصیاتِ قرآن (آیات:1 ، 2 ، 3 ، 4 ، 6 ، 27 ، 29 اور 54) تفصیل سے بیان کی گئیں۔

(a) قرآن میں ٹیڑھ نہیں ہے۔(آیت:1)

(b) قرآن ﴿ قَيِّم ﴾ ہے، یعنی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب ہے۔(آیت:2)

(c) قرآن کا مقصد ﴿اِنذار ﴾ (Warning) ہے۔(آیت:2)

(d) نیک لوگوں کے لیے ﴿تَبشِير﴾ ہے۔(آیت:2)

(e) عیسائیوں کے لیے بھی ﴿اِنذار ﴾ ہے۔(آیت:4) عیسائیوں کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔

(f) قرآن میں ﴿ تَصرِيف ﴾ سے کام لیا گیا ہے۔مختلف انداز و اسالیب سے حقائق واشگاف کیے گئے ہیں، تاکہ لوگ ایمان لے آئیں۔

4- اس سورت میں آزادیٔ مذہب (Freedom of Faith) کے حوالے سے دو آیات آئی ہیں۔(آیات:20 اور29)

(a) جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کرے۔﴿ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾

(b) ﴿ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ نوجوان غار میں نہ چھپتے تو ان نوجوانوں کو سنگسار ہوجانا پڑتا، یا دوبارہ توحید چھوڑ کر پرانا مذہب اختیار کرلینا پڑتا۔انہیں مذہبی آزادی میسر نہ تھی۔

5- اس سورت میں ﴿الحياة الدُّنيا ﴾ کا لفظ تین(3) مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔دنیا کی زندگی کی حقیقت بیان

کی گئی ہے۔

(a) دنیا کی زندگی اُس کھیتی کی طرح ہے، جو سوکھ کر خشک ہو جائے اور ہوائیں اسے اڑا لے جائیں۔ (آیت:45)

(b) مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی ﴿زینت﴾ ہیں، لیکن نیک اعمال باقی رہتے ہیں۔ (آیت:46)

(c) وہ لوگ جن کی ساری سرگرمیاں صرف دنیا کی زندگی ہی کے لیے ہوتی ہیں، وہ اعمال کے لحاظ سے زیادہ خسارے میں ہوتے ہیں اور غلط فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کر رہے ہیں۔ (آیت:104)

6- اس سورت میں ﴿لِقاء﴾ یعنی ملاقاتِ ربّ کا لفظ بھی دو (2) مرتبہ استعمال ہوا ہے:

(a) ملاقاتِ رب ﴿لِقاء﴾ کے منکرین کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور قیامت کے دن اُن کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ (آیات:105)

(b) ملاقاتِ رب ﴿لِقاء﴾ کے امیدوار کے لیے ضروری ہے کہ شرک چھوڑ کر اعمالِ صالحہ کرے۔ (آیت:110)

7- اَحوالِ قیامت کے سلسلے میں کئی آیات آئی ہیں۔ (آیات:21، 47، 48، 49، 52، 98)

(a) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے۔ (آیت:21)

(b) روزِ قیامت پہاڑ چلائے جائیں گے اور زمین برہنہ ہوگی۔ (آیت:47)

(c) لوگ صف بستہ پیش کیے جائیں گے۔ (آیت:48)

(d) نامۂ اعمال کو دیکھ کر کہیں گے یہ عجیب کتاب ہے، اس میں کوئی چھوٹی بڑی چیز درج ہونے سے نہیں رہ گئی۔ (آیت:49)

(e) اللہ حکم دے گا کہ شرکاء کو پکارو، وہ دادرسی نہیں کر سکیں گے۔ (آیت:52)

(f) روزِ قیامت، مضبوط بند بھی ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔ (آیت:98)

سورۃ الکہف کا نظمِ جلی

سورۃ الکہف چھ (6) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلا پیراگراف تمہیدی ہے اور آخری پیراگراف میں خلاصہ ہے۔

درمیانی چار پیراگرافوں میں چار (4) قصے بیان کیے گئے ہیں، جن کا مقصد کسی نہ کسی قسم کی آزمائش ﴿لِنَبْلُوَهُمْ﴾ ہے۔ پہلے دو (2) قصوں کے بعد تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔

(1) پہلا قصہ غار والے نوجوانوں کا ہے، جن کے لیے ایمان کی آزمائش تھی، انہیں غار میں پناہ لینا پڑا، ورنہ وہ سنگسار کر دیے جاتے۔

(2) دوسرا قصہ دو زمینداروں کے اَحوال پر مشتمل ہے۔ یہاں مال و دولت کی کمی بیشی کی آزمائش کا ذکر ہے۔

(3) تیسرا قصہ حضرت موسیٰؑ اور خضر کی ملاقات پر مشتمل ہے۔ یہاں علم کی کمی بیشی کی آزمائش کا تذکرہ ہے۔

(4) چوتھا قصہ ایک عادل بادشاہ حضرت ذوالقرنینؑ کا ہے۔ یہاں اقتدار کی آزمائش کا ذکر ہے۔

1۔ آیات 1 تا 8 : پہلا پیراگراف تمہیدی ہے۔ قرآن کے تعارف کے بعد انسان کو زندگی کے مقصد سے آگاہ کیا گیا۔

(a) قرآن میں ٹیڑھ نہیں ہے۔ (آیت:1)

(b) ﴿ قَيِّمًا ﴾ یعنی ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب ہے۔ (آیت:2)

(c) قرآن کا مقصد ﴿ اِنذار ﴾ (Warning) ہے۔ (آیت:2)

(d) نیک لوگوں کے لیے ﴿ تبشیر ﴾ ہے۔ (آیت:2)

(e) قرآن عیسائیوں کے لیے بھی ﴿ اِنذار ﴾ ہے۔ (آیت:4) عیسائیوں کے غلط عقیدے کی تردید کی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی داعیانہ فکرمندی کی تعریف کی گئی کہ وہ انسانیت کی ہدایت کے لیے دردمند ہیں۔ (آیت:6)

زمین کی ساری ﴿ زِينَة ﴾ کا مقصد ، امتحان و آزمائشِ حسنِ عمل ﴿ لِنَبْلُوَهُمْ ﴾ ہے۔ (آیت:7)

قیامت کے دن کی منظر کشی کی گئی کہ زمین کی ساری ﴿ "زِينَة" ﴾ تہ و بالا کر دی جائے گی۔ (آیت:8)

2۔ آیات 9 تا 31 : دوسرے پیراگراف میں، ﴿ اصحاب کہف ﴾ یعنی غار والوں کا قصہ بیان کیا گیا

جن کا ایمان ان کے لیے آزمائش تھا۔ انہیں غار میں پناہ لینی پڑی، ورنہ حکومتِ وقت انہیں سنگسار کر دیتی۔

دوسرے پیراگراف کے دو ذیلی حصے ہیں۔

پہلا ذیلی حصہ آیات 9 تا 26 پر مشتمل ہے، جس میں قصہ بیان کیا گیا ہے، دوسرا ذیلی حصہ آیات 27 تا 31 پر مشتمل ہے، جس میں اس قصہ پر تبصرہ کر کے رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو ہدایات دی گئی ہیں۔

اَصحاب کہف مُوَحِّد تھے۔ صحابہؓ کو ، انہیں ہی کی طرح ثابت قدمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

(a) اِن مُوَحِّد نوجوانوں کا اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق تھا۔ (آیت نمبر:10)

(b) اللہ تعالیٰ نے، ان نوجوانوں کو ہدایت کے اعتبار سے برگزیدہ کر دیا تھا۔ ﴿ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴾ (آیت:13)

(c) اللہ نے ان کے دل مضبوط کر دیئے تھے اور انہیں ثابت قدمی عطا کی تھی۔ ﴿ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ﴾ (آیت:14)

(d) یہ نوجوان شرک سے بیزار تھے۔ توحید پرست تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ زمین آسمان کا رب ہے۔ صاف کہہ دیا: "ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو نہیں پکاریں گے" ﴿ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا ﴾ (آیت:14)

(e) یہ نوجوان اپنی مشرک قوم سے نالاں تھے۔ ان ہی کے انتقام سے ڈر کر ، غار میں پناہ لی تھی۔ (آیات:15 تا 17) اَصحابِ کہف کو ، حکومتِ وقت سے جان کا خطرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مدتِ دراز تک سلائے رکھا اور اللہ کی طرف سے زندگی مابعد موت کا ثبوت فراہم کیا گیا ، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ قیامت آکر رہے گی۔

﴿ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ ، لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ" ، وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ﴾

(آیت:21)ان نوجوانوں کی موت کے بعد ، عیسائیوں میں اختلاف ہوا، کسی نے کہا:''دیوار چن دو''۔ کسی نے کہا: ''ان پر عبادت گاہ بناؤ''۔ (آیت:21)

ہدایت کی گئی کہ اصحابِ کہف کی تعداد کے بارے میں بحث میں نہ پڑو ! واقعے سے سبق حاصل کرو !نوجوانوں کی تعداد اور دیگر غیر ضروری باتوں میں اپنے آپ کو مت الجھاؤ۔ (آیت:22)

(f) دوسرے ذیلی حصے میں، رسول اللہ ﷺ کو صحابہؓ پر مشتمل مومن صالح افراد کا ساتھ دینے، دنیا کی زینت کی طرف نہ دیکھنے اور قریش کی باغی اور فاسق قیادت کی اطاعت سے بچنے کی ہدایت کی گئی اور بتایا گیا کہ یہ ایمان بھی آزمائش ہے۔اصحاب کہف کو بنیادی مذہبی حقوق (Fundamental Rights of Faith) میسر نہ تھے انہیں غار میں پناہ لینی پڑی۔ مسلمانوں کو یہ حق عطا کرنے کی تلقین کی گئی کہ اسلام میں دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔

3۔آیات 32تا59 : تیسرے پیراگراف میں، دو زمین داروں کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔ایک بڑا زمیندار تھا اور دوسرا چھوٹا زمیندار۔

یہ دو زندہ تاریخی کردار ہیں، ایک ﴿مادّہ پرست مُشرِك﴾، اور دوسرا ﴿آخرت کا قائل مُوَحِّد﴾ پہلا ناشکرا اور دوسرا شکر گذار تھا۔اس قصے کا مقصد، مال و دولت کی کمی بیشی کی آزمائش ثابت کرنا ہے۔

اس پیراگراف کے بھی دو ذیلی پیراگراف ہیں۔

پہلے ذیلی پیراگراف (آیات:32 تا 44) میں قصہ بیان کیا گیا ہے اور دوسرے ذیلی پیراگراف (آیات:45 تا59) میں اس پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

● ﴿بڑے زمیندار کی خصوصیات﴾

(a) بڑا زمین دار تفاخر کی بیماری میں مبتلا تھا ، دوسروں پر شان جتاتا تھا۔ ''میرے پاس تم سے زیادہ مال اور تم سے زیادہ بندے ہیں۔'' ﴿ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ﴾ (آیت:34)

(b) یہ شخص دنیا پرست بھی تھا، سمجھتا تھا کہ یہ نعمتیں زائل نہ ہوں گی ، یہ دولت ہمیشہ رہے گی، میرے باغ کو فنا نہیں۔﴿ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴾ (آیت:35)

(c) یہ شخص منکرِ قیامت تھا۔کہتا تھا:''میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت واقع ہوگی۔''

﴿ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ﴾ (آیت:36)

(d) یہ شخص شک میں مبتلا تھا اور جھوٹی آرزوؤں نے اسے الجھا رکھا تھا۔سمجھتا تھا کہ'' بالفرض اگر قیامت واقع بھی ہو گئی تو اس کے بعد ، مجھے دنیا سے بھی زیادہ نعمتیں ملیں گی، وہاں بھی زیادہ شاندار جگہ پاؤں گا۔''

﴿ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴾ (آیت:36)

(e) یہ شخص مشرک بھی تھا ،جب اس کا باغ تباہ کر دیا گیا ،تو اس کے لبوں پر یہی الفاظ تھے:

''کاش ! میں نے اپنے ربّ سے شرک نہ کیا ہوتا۔'' ﴿ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴾ (آیت:42)

(f) نہ وہ خود اپنی مدد کر سکا ، نہ کوئی اور ہستی اس کی مدد کر سکی۔ (غالباً یہ شفاعتِ باطلہ کا بھی قائل تھا)

﴿ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴾ (آیت:43)

- ﴿ چھوٹے زمیندار کی خصوصیات ﴾

(a) چھوٹا زمین دار ، مُوحّد تھا۔صاف کہتا تھا:''میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

﴿ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴾ (آیت:38)

(b) مبلغ بھی تھا۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا تھا۔چنانچہ اس نے پہلے شخص کو ٹوکا۔ اپنے محسن رب کا انکار کیوں کرتے ہو؟ تم نے اپنے باغ میں ،داخل ہوتے وقت ﴿ مَا شَآءَ اللّٰهُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ﴾ کے الفاظ کیوں ادا نہیں کیے؟ (آیت:39)۔

(c) اللہ کے دنیاوی قانونِ عذاب وثواب اور آخرت کی جزا وسزا دونوں پر یقین رکھتا تھا۔(آیت:40 تا 41)

(d) بڑے زمین دار سے کہا : ''تیرا باغ عارضی ہے ، تباہ ہو سکتا ہے۔''

باغ کی تباہی کے وقت معلوم ہوا کہ کارسازی ﴿ وَلَايَت ﴾ کا اختیار،اللہ کا ہے۔اللہ تعالیٰ اجر وثواب اور انجام ہر اعتبار سے بہتر ہے۔﴿ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ،هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا ﴾ (آیت:44)

- ذیلی پیرگراف (آیات 45 تا 49) میں تبصرہ کیا گیا۔﴿ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ﴾ یعنی دنیوی زندگی کی تمثیل کھینچی سے دی گئی۔واضح کیا گیا کہ اولاد اور اموال ﴿ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ﴾ کی زینت ہیں۔

آدمؑ وابلیس کے قصے سے،مشرکینِ مکہ کے ابلیسی رویے پر تنقید کی گئی کہ وہ اللہ کی تعلیماتِ وحی کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔انہیں ہلاکت کی دھمکی دی گئی۔

4۔آیات 60 تا 82 :چوتھے پیراگراف میں، قصہ موسیٰؑ وخضرؑ بیان کیا گیا۔ثابت کیا گیا کہ ﴿ علم کی کمی بیشی ﴾ بھی آزمائش ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ بتانا مقصود تھا کہ حضرت خضرؑ جیسے بعض اللہ کے بندوں کے پاس،اِن سے بھی زیادہ علم ہے اور اللہ کی ہر مشیت میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی دریاؤں کے سنگم پر اللہ کے ایک بندے (غالباً فرشتے) حضرتِ خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔

﴿ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ﴾ (آیت:65)

حضرت موسیٰؑ نے کہا:''کیا میں آپ کی صحبت اختیار کر سکتا ہوں؟ تاکہ آپ کو دی گئی دانائی سیکھ لوں۔''

﴿ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ؟ ﴾ (آیت:66)

علم کے لیے صبر ضروری ہے: ''حضرت خضرؑ نے کہا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے''۔

﴿لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ ''جس چیز کا علم نہ ہو ، اس پر صبر کیسے کیا جا سکتا ہے؟'' (آیت:67)

حضرت موسیٰؑ نے کہا: ''میں صبر کروں گا ، آپ مجھے نافرمان نہ پائیں گے۔''

حضرت خضرؑ نے کہا: شرط یہ ہے کہ آپ سوال نہ کریں ، جب تک میں خود نہ بتاؤں۔ پھر دونوں آگے چلتے گئے۔

﴿فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ (آیت:70)

﴿حضرت خضرؑ کے بعض عجیب وغریب افعال﴾

(a) حضرت خضرؑ نے ایک کشتی میں شگاف کر دیا ۔حضرت موسیٰ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿فَانْطَلَقَا ، حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا﴾ (آیت:71)

(b) حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کا قتل کیا ،حضرت موسیٰؑ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿فَانْطَلَقَا ، حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ﴾ (آیت:74)

(c) حضرت خضرؑ نے ایک مقام پر حقِ میزبانی ادا نہ کرنے کے باوجود ، ایک گرتی ہوئی دیوار چن دی۔ حضرت موسیٰؑ فوراً بول پڑے۔ کیوں کیا؟

﴿فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ﴾ (آیت:77)

حضرت خضرؑ نے کہا : اب میری اور آپ کی جدائی ہے۔﴿هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ (آیت:78)

﴿عجیب وغریب اَفعال کی پوشیدہ حکمتوں کا انکشاف﴾

(a) کشتی، مزدوروں کی تھی، ظالم بادشاہ سالم کشتی چھین لیتا ہے، عیب دار کر دیا تا کہ بادشاہ چھین نہ لے۔(79)

(b) لڑکے کے والدین مؤمن تھے۔اندیشہ تھا سرکشی اور کفر سے تنگ کرے گا۔ میں نے قتل کر دیا تا کہ اللہ بہتر اولاد دے۔

(c) دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ ہے، ان کا باپ نیک تھا۔(كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا) میں نے دیوار اُٹھا دی، تا کہ دونوں بالغ ہو کر یہ خزانہ نکال لیں۔ یہ رب کی رحمت ہے، میں نے اپنے اختیار سے نہیں کیا ، یہ تاویل ہے ، ان کے افعال جس پر آپ صبر نہ کر سکے۔(آیت:82)

5۔آیات 83 تا 102 : پانچویں پیراگراف میں ﴿قصۂ ذوالقرنین﴾ بیان کی گیا ہے۔ ثابت کیا گیا ہے کہ اِقتدار بھی آزمائش ہے۔

ذوالقرنینؑ ، ایک مثالی مسلمان حکمران تھے

(a) حضرت ذوالقرنینؑ کو ،اقتدار عطا کیا گیا تھا ۔﴿مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ﴾(آیت:84)

(b) حضرت ذوالقرنینؑ کو،اسباب و وسائل فراہم کیے گئے تھے۔ ﴿وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾

(c) حضرت ذوالقرنینؑ مبلغ تھے۔ اپنی رعایا کو توحید کی دعوت دی۔ اپنی قوت واقتدار کو، دعوت کے لیے استعمال کیا۔

حضرت ذوالقرنینؑ فرمایا: ”ظالم کو میں دنیاوی سزا دوں گا، اُس کے بعد اللہ تعالیٰ شدید تر اُخروی سزا دے گا۔“

﴿قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ، ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ ، فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا﴾(آیت:87)

لوگوں کو بتایا کہ مومنِ صالح کے لیے بہترین جزا ہوگی، آسانیاں فراہم ہوں گی۔

﴿وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ، وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا﴾(آیت:88)

(d) حضرت ذوالقرنینؑ نے ، مظلوم قوم کو ، ﴿یاجوج وماجوج﴾ کے حملوں سے محفوظ کردیا۔

(e) حضرت ذوالقرنین مال ودولت کی حرص سے پاک تھے۔ بلا اُجرت وخراج مفت بند تعمیر کردیا۔

قوم نے انہیں بند کی تعمیر کی قیمت ادا کرنا چاہی۔ انہوں نے انکار کردیا اور فرمایا:

”جو کچھ میرے رب نے مجھے دے رکھا ہے ، وہ بہت ہے“۔ ﴿مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ﴾(آیت:95)

بند کی تعمیر کے بعد ﴿یاجوج اور ماجوج﴾ دیوار میں نہ تو نقب لگا سکتے تھے اور نہ چڑھ سکتے تھے۔(آیت:97)

(f) حضرتِ ذوالقرنینؑ نے ، بند کی تعمیر کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا ، وہ عاجز اور شکر گذار بندے تھے۔

﴿قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ﴾ (آیت:98)

(g) حضرت ذوالقرنینؑ ، قیامت کے عذاب سے ڈرتے تھے ۔ان کا عقیدہ تھا کائنات کی مضبوط ترین چیز بھی عارضی ہے۔ فرمایا: ”جب وعدے کا وقت آئے گا ، اللہ اس مضبوط دیوار کو بھی ریزہ ریزہ کردے گا ، اللہ کا وعدہ برحق ہے۔“

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ، وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا﴾ (آیت:98)۔

(h) حضرت ذوالقرنینؑ کے پاس دماغ بھی تھا اور ٹیکنالوجی (Technology) بھی تھی ، لیکن مزدور کم تھے۔ انہوں نے مقامی لوگوں سے مدد لی۔ اس مضبوط دیوار اور بند کی تعمیر سے یہ سبق ملتا ہے کہ کافروں کے شر سے بچنے کے لیے، دماغی ، ذہنی اور عقلی وسائل کے ساتھ، جسمانی، مادی اور روحانی وسائل کا امتزاج شرط ہے۔

6۔ آیات 103 تا 110: چھٹا اور آخری پیراگراف، اختتامیہ ہے اور خلاصے پر مشتمل ہے۔ اس میں مادہ پرستی کا ابطال کیا گیا ہے۔

﴿الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ یعنی دنیوی زندگی کی سرگرمیوں میں مگن لوگوں کی خوش فہمی کی تردید کی گئی (آیت:104)

جو ﴿لِقَآء﴾ ملاقات رب کے منکر بھی ہیں اور اللہ کی آیات اور رسولوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اس کے برخلاف، ایمان لاکر عملِ صالح کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت ہے۔(آیت:108)۔

آخری آیت میں، ﴿توحید، رسالت اور آخرت﴾ تینوں چیزوں کی دعوت کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ جو شخص اللہ کو ﴿واحد﴾ مان کر، رسول اللہ ﷺ کو ﴿بشر اور رسول﴾ تسلیم کر کے، ﴿لِقاء﴾ یعنی ملاقاتِ ربّ پر یقین کامل رکھتا ہو اُسے ﴿ شِرك فِي العِبَادة﴾ سے بچتے ہوئے ﴿عملِ صالح﴾ کرنا چاہیے۔ (آیت:110)

مرکزی مضمون

زمین پر موجود تمام اشیاء کی رنگارنگی ﴿ زِینت ﴾ کا مقصد، حسنِ عمل کا امتحان اور آزمائش ﴿ لِنَبْلُوَهُمْ ﴾ ہے، چاہے وہ توحید پر استقامت کی آزمائش ہو، چاہے وہ علم، دولت، عزت اور افراد کی کثرت کی آزمائش ہو، چاہے اموال واولاد کی آزمائش ہو، یا پھر اقتدار کی آزمائش ہو۔ ان تمام آزمائشوں کے پیچھے، اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ انسان کو دنیا پرستی اور مادہ پرستی سے بچ کر، قرآن کی دعوتِ توحید و آخرت قبول کر کے اور حسنِ عمل کے لیے سرگرم ہو جانا چاہیے۔